قرآنِ مجید "اَلْحَقُّ" یعنی بیانِ حقیقت ہے

ذَٰلِكَ ٱلْكِتَٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ

"یہ ہے وہ کتاب جس میں ریب کوئی نہیں (یعنی یہ بیانِ حقیقت ہے)"

قرآنِ مجید نے اپنے آپ کو "ذَٰلِكَ الْكِتَٰبُ" یعنی ایک کتاب قرار دیا ہے اور سب کو ادراک ہے کہ کتاب میں قانون، احکام، علم، کلام، خبریں، اطلاعات، قصص، حدیثیں بیان ہوئی ہوتی ہیں۔ اور کتاب کے متعلق دعویٰ ہے کہ "لَا رَيْبَ فِيهِ" یعنی اس کے اندر کوئی رَیْبَ نہیں۔ رَیْبَ کا مادہ "ر ی ب" اور معنی شک وشبہ اور بے چینی ہیں۔ نفسیاتی الجھن، کشمکش اور اضطراب نفس کے معنوں میں آتا ہے۔ ریب، شک کی ضد علم ہے۔ کتاب کا دعویٰ یہ ہے کہ اس میں بیان کردہ تمام باتیں علم پر مبنی ہیں اور اُس میں کوئی ایسی بات نہیں جو کسی نفسیاتی الجھن، کشمکش اور اضطراب کے سبب ہو۔ شک موجب اضطراب ہے۔ علم موجب اطمینان، امن ہے۔

"لَا رَيْبَ فِيهِ" کے معنی اور مفہوم اور اس کی پرکھ یہ ہے کہ کتاب میں سوائے بیانِ حقیقت کے کچھ بھی نہ ہو۔ فلسفہ، خیال، گمان، مفروضہ، داستان، کہانی، روایت میں شک کا عنصر ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ کوئی بھی بات شک سے بالاتر (لَا رَيْبَ) جبھی کہلاسکتی ہے اگر زمان ومکان اسے متاثر نہ کرتے ہوں کیونکہ حقیقت قیود سے آشنا نہیں ہوتی۔ سچائی زمان ومکان کے حوالے کی طلبگار رہے، لیکن بیانِ حقیقت تغیر وتبدل سے ناآشنا ہے لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ "اللہ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوا کرتی" (حوالہ یونس۔۶۴)
وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَٰتِ ٱللَّهِ "اور اللہ کی باتوں کو بدلنے کی طاقت بھی کسی میں نہیں" (حوالہ الانعام۔۳۴)۔

قرآنِ مجید بیانِ حقیقت ہے۔ ارشاد فرمایا

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ءَامِنُوا۟ بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ

"اور جب ان (بنی اسرائیل) سے کہا جاتا ہے کہ "اس پر ایمان لاؤ جو اللہ نے نازل کیا ہے"

قَالُوا۟ نُؤْمِنُ بِمَآ أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَآءَهُۥ

تو کہتے ہیں "ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا تھا اور اس کے علاوہ جو ہے اس کا انکار کرتے ہیں"۔

وَهُوَ ٱلْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ حالانکہ وہ بیانِ حقیقت ہے جو اس (کلام) کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے پاس ہے" (حوالہ البقرۃ۔۹۱)

ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَ‌ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُمۡتَرِينَ ﴿١٤٧﴾

''یہ آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے بیان حقیقت ہے (جسے وہ جانتے اور پہچانتے ہیں)

اس لئے آپ (ﷺ) ان کے لئے زیادہ) تردد کرنے (فکرمند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (البقرۃ۔۱۴۷)

ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ ٱلۡمُمۡتَرِينَ ﴿٦٠﴾

''یہ آپ (ﷺ) کے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے (جسے وہ جانتے اور پہچانتے ہیں)

اس لئے آپ (ﷺ) ان کے لئے زیادہ) تردد کرنے (فکرمند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (آلِ عمران۔۶۰)

وَكَذَّبَ بِهِۦ قَوۡمُكَ وَهُوَ ٱلۡحَقُّ‌ۚ قُل لَّسۡتُ عَلَيۡكُم بِوَكِيلٍ ﴿٦٦﴾

''مگر آپ (ﷺ) کی قوم نے اسے جھٹلا دیا ہے حالانکہ وہ بیانِ حقیقت ہے۔ آپ سمجھا دیں ''میں تمہارا ذمہ دار نہیں'' (الانعام۔۶۶)

وَإِذۡ قَالُواْ ٱللَّهُمَّ إِن كَانَ هَـٰذَا هُوَ ٱلۡحَقَّ مِنۡ عِندِكَ فَأَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً

مِّنَ ٱلسَّمَآءِ أَوِ ٱئۡتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾

''اور جب انہوں نے کہا ''اے اللہ! اگر یہ (قرآنِ مجید جو یہ سنا رہے ہیں) تیری طرف سے بیان حقیقت ہے

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہم پر دردناک عذاب لا'' (الانفال۔۳۲)

لَقَدۡ جَآءَكَ ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُمۡتَرِينَ ۝

''آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے بیان حقیقت آیا ہے (جسے وہ جانتے اور پہچانتے ہیں)

اس لئے آپ (ﷺ بنی اسرائیل کے لئے زیادہ) تردد کرنے (فکرمند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (حوالہ یونس۔۹۴)

قُلۡ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّكُمۡ‌ۖ

''آپ (ﷺ) فرمائیں ''اے لوگو! تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس بیان حقیقت (قرآنِ مجید) آ گیا ہے

فَمَنِ ٱهۡتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهۡتَدِى لِنَفۡسِهِۦ‌ۖ

اب جو راہ ہدایت پر چلا وہ اپنے (فائدے کے) لئے چلے گا

وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡهَا‌ۖ

اور جو غافل ہوا تو وہ اپنے خلاف ہی بھٹکے گا

وَمَآ أَنَا۠ عَلَيۡكُم بِوَكِيلٍ ۝ اور میں تم لوگوں کیلئے کچھ ذمہ دار نہیں'' (حوالہ یونس۔۱۰۸)

إِنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

''یقیناً یہ آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے بیان حقیقت ہے لیکن اکثر لوگ اسے نہیں مانتے'' (حوالہ ھود۔۱۷)

تِلْكَ ءَايَـٰتُ ٱلْكِتَـٰبِ ۗ

''یہ کتاب کی آیات ہیں۔

وَٱلَّذِىٓ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ٱلْحَقُّ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

اور یہ (قرآنِ مجید) جو آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا ہے بیانِ حقیقت ہے

لیکن اکثر لوگ اسے نہیں مانتے'' (حوالہ الرعد۔۱)

أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ٱلْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰٓ ۚ

''تو کیا وہ شخص جسے علم ہے کہ آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کیا گیا'' ٱلْحَقُّ ''یعنی بیان حقیقت ہے

اس کی طرح ہے جو اندھا ہے؟

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَـٰبِ ۝

'' مگر نصیحت تو صرف أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَـٰبِ (دانا و بینا، تفکر کرنے والے) لیتے ہیں'' (الرعد۔۱۹)۔

یہ انسان کا اپنا انتخاب ہے کہ بصارت و بصیرت اور اندھے پن میں سے کسے چنتا ہے

وَقُلِ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَآءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ

''اور آپ (ﷺ) لوگوں سے کہیں ''یہ تم لوگوں کے رب کی جانب سے بیانِ حقیقت ہے۔

اس لئے جو چاہے اسے مان لے اور جو چاہے اس کا انکار کر دے'' (حوالہ الکھف۔۲۹)

وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا۟ بِهِۦ فَتُخْبِتَ لَهُۥ قُلُوبُهُمْ ۗ

''اور یہ اس لئے بھی ہے تاکہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ تیرے رب کی طرف سے یہ بیان حقیقت ہے،

اور اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل اس کیلئے نرم ہو جائیں'' (حوالہ الحج۔۵۴)

فَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ مِنْ عِندِنَا قَالُوا۟ لَوْلَآ أُوتِىَ مِثْلَ مَآ أُوتِىَ مُوسَىٰٓ ۚ

'' مگر جب ان کے پاس ہماری جانب سے بیان حقیقت پہنچ گیا

تو کہنے لگے'' اسے ویسا کیوں نہیں دیا گیا جیسا موسیٰ (علیہ السلام) کو دیا گیا تھا؟'' (حوالہ القصص۔۴۸)

وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ قَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِهِۦٓ إِنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّنَآ (حوالہ القصص۔۵۳)

''اور جب انہیں یہ (قرآنِ مجید) سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ''ہم اس پر ایمان لائے، یہ ہمارے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے''

بَلْ هُوَ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتَىٰهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝

بلکہ درحقیقت یہ آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے بیان حقیقت ہے

تاکہ آپ اس قوم کو خبردار کریں جن کے پاس آپ (ﷺ) سے قبل کوئی خبردار کرنے والا نہیں آیا تاکہ وہ صحیح راہ پر چلیں'' (حوالہ السجدہ۔۳)

وَيَرَى ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْعِلْمَ ٱلَّذِىٓ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ ٱلْحَقَّ

''اور اہل علم دیکھتے ہیں کہ وہ جو آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے وہی بیانِ حقیقت ہے'' (حوالہ سباء۔۶)

وَقَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ إِنْ هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ

''اور انکار کرنے والے ان تک پہنچ چکے اس بیان حقیقت کے متعلق کہتے ہیں ''یہ محض صریح جھوٹ (تخیل) ہے'' (حوالہ سباء۔۴۳)

قُلْ جَآءَ ٱلْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ ٱلْبَٰطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ (سباء۔۴۹)

''آپ (ﷺ) فرما دیں ''بیان حقیقت پہنچ گیا ہے، اور جھوٹ (تخیل، باطل) کسی کی ابتدا نہیں کرتا اور نہ منطقی انجام تک پہنچاتا ہے''

وَٱلَّذِىٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ هُوَ ٱلْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ

''اور کتاب میں سے جو (قرآنِ مجید) ہم نے آپ (ﷺ) کی جانب وحی کیا ہے وہ (قرآنِ مجید) بیانِ حقیقت ہے،

اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے قبل نازل کیا گیا تھا (اس کے سامنے ہے)'' (حوالہ فاطر۔۳۱)

سَنُرِيهِمْ ءَايَٰتِنَا فِى ٱلْءَافَاقِ وَفِىٓ أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ ۗ

''ہم قرآنِ مجید کا انکار کرنے والوں کو آفاق میں اور خود ان کی ذات میں پنہاں حقیقتیں (علم ء ایۃ کا ہوتا ہے) دکھائیں گے

یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ (قرآنِ مجید) بیانِ حقیقت ہے'' (حوالہ فصلت۔۵۳)

بَلْ مَتَّعْتُ هَٰٓؤُلَآءِ وَءَابَآءَهُمْ حَتَّىٰ جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿٢٩﴾

مگر نہیں، میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو ساز و سامان دیا۔

یہاں تک کہ ان کے پاس بیان حقیقت (قرآنِ مجید) اور ایک جانا پہچانا رسول آیا۔

وَلَمَّا جَآءَهُمُ ٱلْحَقُّ قَالُوا۟ هَٰذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِۦ كَٰفِرُونَ ﴿٣٠﴾

مگر جب ان کے پاس بیان حقیقت پہنچ گیا تو وہ کہنے لگے ''یہ جھوٹ ہے اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں''

وَقَالُواْ لَوۡلَا نُزِّلَ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانُ عَلَىٰ رَجُلٖ مِّنَ ٱلۡقَرۡيَتَيۡنِ عَظِيمٍ ﴿٣١﴾

''اور کہنے لگے'' یہ قرآن ان دونوں شہروں کے کسی بڑے کثیر المال آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوا؟'' (الزخرف۔۲۹۔۳۱)

وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَٰتُنَا بَيِّنَٰتٖ قَالَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ لِلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ هَٰذَا سِحۡرٞ مُّبِينٌ ﴿٧﴾

''اور جب انہیں ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں تو انکار کرنے والے اُن تک پہنچ چکے اس بیان حقیقت کے متعلق کہتے ہیں

''یہ صریح جھوٹ ہے'' (الاحقاف۔۷)

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ ٱلۡيَقِينِ ﴿٩٥﴾

''یقیناً یہ (قرآنِ مجید) یقینی بیانِ حقیقت ہے'' (الواقعة۔۹۵)

وَإِنَّهُۥ لَحَقُّ ٱلۡيَقِينِ ﴿٥١﴾

''اور یقیناً یہ (قرآنِ مجید) یقینی بیانِ حقیقت ہے'' (الحاقة۔۵۱)

اِن آیات مبارکہ نے ہم پر واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کو'' اَلْحَقُّ '' قرار دیا ہے۔ اَلْحَقُّ (مادہ ح ق ق) کے بنیادی معنی کسی چیز کا اسطرح موجود، واقع اور ثابت ہو جانا ہے کہ اُس کے واقع ہونے یا ثابت ہونے سے کسی بھی دلیل اور ثبوت کے سہارے انکار نہ کیا جا سکے۔ یعنی کسی چیز کا ٹھوس واقعہ یا حقیقت بن کر سامنے آ جانا یا پائے ثبوت کو پہنچ جانا۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے بنیادی معنوں میں صحیح ہونا اور استحکام وثبات دونوں شامل ہیں۔ اور جو کتاب صحیح اور ثبات واستحکام کی حامل باتوں پر مبنی ہو وہ بیانِ حقیقت کہلاتا ہے۔ اور حقیقت کو تسلیم کرنے سے انکار نہیں کیا جا سکتا سوائے ضد، ہٹ دھرمی اور مفادات کے تحفظ کے تخیل کے زیر اثر۔ قرآنِ مجید کو ہمیشہ مذکر کے صیغے سے بیان کیا گیا ہے۔ اور قرآنِ مجید کو جہاں'' اَلْحَقُّ '' قرار دیا گیا وہاں بھی صیغے واحد مذکر کے ہیں۔ '' اَلْحَقُّ ''یعنی بیانِ حقیقت کی انفرادیت، خصوصیت یہ ہے کہ اس میں کسی گمان، ظن، جھوٹ اور کھوٹ کی ملاوٹ کے بغیر حقیقت کو بے کم وکاست اور دوٹوک بتایا گیا ہوتا ہے۔ کوئی بات /واقعہ بیان کرتے ہوئے ادھر اُدھر کی باتوں کا اضافہ قاری کیلئے ذہنی دلچسپی کا باعث بن سکتا ہے جس سے اس میں پنہاں حکمت وموعظت مبہم ہو کر رہ جاتی ہے۔ بنی اسرائیل نے گائے کے بارے میں تفصیلات جان لینے کے بعد بھی تذبذب کا اظہار کیا کہ انہیں گائے کے بارے میں سمجھ نہیں آ رہی اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اللہ سے عرض کریں کہ واضح کرے کہ وہ گائے کیسی ہو۔ پھر جب انہیں گائے کے بارے میں مزید بتایا کہ فلاں خصوصیات والی ہو تو

قَالُواْ ٱلۡـَٔـٰنَ جِئۡتَ بِٱلۡحَقِّۚ انہوں نے کہا ''اب تو نے ٹھیک ٹھیک، دوٹوک بات، حقیقت بتائی ''

بِٱلۡحَقِّ بیان وہ ہوتا ہے جس کے بعد دانستہ حجتیں کرنے والوں کیلئے بھی مزید کسی حجت / وضاحت مانگنے کی گنجائش نہ رہے۔

بات کو بِٱلۡحَقِّ بیان کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ کسی گمان، ظن، جھوٹ اور کھوٹ کی ملاوٹ کے بغیر حقیقت کو بے کم و کاست بتانا۔

بِٱلۡحَقِّ بیان میں دوٹوک حقیقت بیان ہوتی ہے۔ اس لئے جھگڑے اور اختلاف میں یہ قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے۔

قرآنِ مجید اور اس کی آیات کے متعلق بھی ارشاد فرمایا

ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ نَزَّلَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّۗ

''یہ اس لئے ہے کیونکہ اللہ نے کتاب کو دوٹوک بیان حقیقت کے طور پر نازل کیا ہے

وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخۡتَلَفُواْ فِى ٱلۡكِتَـٰبِ لَفِى شِقَاقِۭ بَعِيدٍ ۝

اور جو لوگ کتاب میں اختلاف کرتے ہیں وہ یقیناً دور کی علیحدگی میں دانستہ پڑے ہیں'' (البقرۃ۔۱۷۶)

تِلۡكَ ءَايَـٰتُ ٱللَّهِ نَتۡلُوهَا عَلَيۡكَ بِٱلۡحَقِّۚ وَإِنَّكَ لَمِنَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ ۝٢٥٢

''یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم آپ (ﷺ) کو بِٱلۡحَقِّ دوٹوک سنا رہے ہیں اور آپ (ﷺ) یقیناً رسولوں میں سے ہیں'' (البقرۃ ۲۵۲)

نَزَّلَ عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ (حوالہ آلِ عمران۔۳)

''اس (زندہ، قائم و دائم) نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو نازل کیا ہے بِٱلۡحَقِّ دوٹوک، حقیقت کے ساتھ ''

تِلۡكَ ءَايَـٰتُ ٱللَّهِ نَتۡلُوهَا عَلَيۡكَ بِٱلۡحَقِّ

''یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم آپ (ﷺ) کو بِٱلۡحَقِّ دوٹوک سنا رہے ہیں'' (حوالہ آلِ عمران۔۱۰۸، حوالہ الجاثیۃ۔۶)

إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُۚ

''ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو نازل کیا ہے بِٱلۡحَقِّ دوٹوک، حقیقت کے ساتھ

تاکہ لوگوں کے مابین فیصلہ کرو اس کے مطابق جو اللہ نے آپ کو دکھایا ہے'' (حوالہ النساء۔۱۰۵)

کسی بھی شئے کے متعلق بِٱلۡحَقِّ بیان کی حقیقت ایسے ہے جیسے وہ شئے بصارتوں میں سمٹی ہوئی دکھائی دے رہی ہو۔

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ ٱلرَّسُولُ بِٱلۡحَقِّ مِن رَّبِّكُمۡ فَـَٔامِنُواْ خَيۡرًا لَّكُمۡۚ

''اے لوگو! تمہارے پاس رسولِ کریم (ﷺ) تمہارے رب کی جانب سے بیان حقیقت لے کر آ گئے ہیں۔

اس لئے ایمان لے آؤ اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے'' (حوالہ النساء۔۱۷۰)

وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ ٱلۡكِتَـٰبِ وَمُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِۖ

''اور ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو نازل فرمایا ہے، سچائی اور حقیقت (اپنے غیر محدود علم) کے ساتھ،

یہ اس کی تصدیق کرتا ہے جو کتاب میں سے پہلے موجود ہے اور اس کا محافظ ہے

وَلَا تَتَّبِعۡ أَهۡوَآءَهُمۡ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ ٱلۡحَقِّۚ

اور ان لوگوں (اہلِ کتاب) کی خواہشوں رتخیلاتی باتوں پر نہ چلنا جب آپ کے پاس بیان حقیقت پہنچ گیا ہے'' (حوالہ المائدہ۔۴۸)

فَقَدۡ كَذَّبُواْ بِٱلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡۖ فَسَوۡفَ يَأۡتِيهِمۡ أَنۢبَـٰٓؤُاْ مَا كَانُواْ بِهِۦ يَسۡتَهۡزِءُونَ

''چنانچہ اب جب بیان حقیقت ان کے پاس آیا تو انھوں نے اسے بھی جھٹلا دیا۔

اچھا، جن کا وہ مذاق اڑاتے ہیں عنقریب اس کے متعلق خبریں انہیں پہنچیں گی'' (الانعام۔۵)

أَفَغَيۡرَ ٱللَّهِ أَبۡتَغِي حَكَمًا وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنزَلَ إِلَيۡكُمُ ٱلۡكِتَـٰبَ مُفَصَّلًاۚ

'' کیا میں اللہ کے علاوہ کوئی منصف تلاش کروں حالانکہ وہی تو ہے جس نے تمہاری طرف نازل فرمایا ہے ٱلۡكِتَـٰبَ مُفَصَّلًا کو

وَٱلَّذِينَ ءَاتَيۡنَـٰهُمُ ٱلۡكِتَـٰبَ يَعۡلَمُونَ أَنَّهُۥ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِٱلۡحَقِّۖ

اور وہ لوگ جنہیں ہم نے پہلے کتاب دی تھی جانتے ہیں کہ یہ کتاب سچائی اور حقیقت (اپنے غیر محدود علم) کے ساتھ

آپ (ﷺ) کے رب کی جانب سے نازل کردہ ہے

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلۡمُمۡتَرِينَ ٥

اس لئے آپ (ﷺ) اِن (اہل کتاب) کیلئے زیادہ تردد کرنے (فکر مند ہونے) والوں میں سے نہ ہوں'' (الانعام۔۱۱۴)

بِٱلۡحَقِّ بیان میں دوٹوک حقیقت بیان ہوتی ہے۔ دوٹوک بیانِ حقیقت سچائی اور عدل کے تقاضوں کی کامل تکمیل کا مظہر ہوتی ہے

وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَعَدۡلًاۚ

''اور آپ (ﷺ) کے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری (یعنی بِٱلۡحَقِّ) ہے'' (حوالہ الانعام۔۱۱۵)

بِٱلۡحَقِّ سچائی اور عدل کا مرکب ہے۔ سچائی اور عدل کو یکجا کریں تو اس کا اظہار رمظہر میزان ہے

ٱللَّهُ ٱلَّذِىٓ أَنزَلَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ وَٱلۡمِيزَانَ‌ۗ

''اللہ وہ ہے جس نے کتاب کو نازل کیا ہے دوٹوک سچائی اور عدل کے ساتھ، یعنی میزان'' (حوالہ الشوریٰ۔۱۷)

اللہ تعالیٰ نے زمان ومکان میں ماضی اور مستقبل کے متعلق کہی گئی کسی بھی بات کو پرکھنے کیلئے قرآنِ مجید کو المیزان کے طور نازل فرمایا ہے کیونکہ حقیقت پر زمان ومکان اثر انداز نہیں ہوتے۔ حقیقت بدل نہیں سکتی۔ حقیقت پر مبنی بات کو زمان ومکان میں کوئی بھی تبدیل نہیں کرسکتا لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَـٰتِهِۦ‌ۚ ''اور اس کی باتوں کو بدلنے کی طاقت کسی میں نہیں'' (حوالہ الانعام۔۱۱۵)

وَبِٱلۡحَقِّ أَنزَلۡنَـٰهُ وَبِٱلۡحَقِّ نَزَلَ‌ۗ وَمَآ أَرۡسَلۡنَـٰكَ إِلَّا مُبَشِّرً۬ا وَنَذِيرً۬ا ﴿١٠٥﴾

''اور سچائی کے ساتھ ہم نے اس (قرآنِ مجید) کو نازل کیا ہے اور سچائی کے ساتھ یہ نازل ہوا ہے
اور (اے رسولِ کریم ﷺ!) تجھے ہم نے صرف خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے'' (الاسراء۔۱۰۵)

أَمۡ يَقُولُونَ بِهِۦ جِنَّةُۢ‌ۚ بَلۡ جَآءَهُم بِٱلۡحَقِّ وَأَڪۡثَرُهُمۡ لِلۡحَقِّ كَـٰرِهُونَ ﴿٧٠﴾

''یا وہ کہتے ہیں کہ انہیں سودا ہے؟ نہیں! وہ ان کے پاس آئے ہیں بیانِ حقیقت کے ساتھ
لیکن ان میں سے اکثر سچائی اور حقیقت کو پسند نہیں کرتے'' (المومنون۔۷۰)

وَمَنۡ أَظۡلَمُ مِمَّنِ ٱفۡتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوۡ كَذَّبَ بِٱلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُ ۥۤ‌ۚ

''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو باتیں وضع کر کے اللہ سے منسوب کرے
یا بیانِ حقیقت (قرآنِ مجید) کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس پہنچا'' (حوالہ العنکبوت۔۶۸)

بَلۡ جَآءَ بِٱلۡحَقِّ وَصَدَّقَ ٱلۡمُرۡسَلِينَ ﴿٣٧﴾

''نہیں! حقیقت یہ ہے کہ وہ الحق (قرآنِ مجید) کے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی ہے'' (سورۃ الصافات۔۳۷)

إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ بِٱلۡحَقِّ

''یقیناً ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو نازل فرمایا ہے، سچائی اور حقیقت (اپنے غیر محدود علم) کے ساتھ'' (حوالہ الزمر۔۲)

إِنَّآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَـٰبَ لِلنَّاسِ بِٱلۡحَقِّ‌ۖ

''یقیناً ہم نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو نازل فرمایا ہے لوگوں کیلئے سچائی اور حقیقت (اپنے غیر محدود علم) کے ساتھ،

فَمَنِ ٱهۡتَدَىٰ فَلِنَفۡسِهِۦ‌ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيۡہَا‌ۖ

اس لئے اب جو (اس میں بتائی گئی صحیح) راہ پر چلا سو اپنی ذات ہی کیلئے چلے گا اور جس نے گمراہی اختیار کی وہ صرف اپنے خلاف ہی بھٹکے گا

وَمَآ أَنتَ عَلَيۡهِم بِوَكِيلٍ ۝

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان پر نگران اور ذمہ دار نہیں'' (الزمر۔۴۱)

بَلۡ كَذَّبُواْ بِٱلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ فَهُمۡ فِيٓ أَمۡرٖ مَّرِيجٍ ۝٥

''نہیں! بلکہ انہوں نے بیانِ حقیقت کو جھٹلا دیا ہے جب وہ ان کے پاس آیا، اس لئے اب الجھن میں پڑے ہیں'' (ق۔۵)

ٱلۡحَقُّ ، بِٱلۡحَقِّ ایک حقیقت ہے اور حقیقت کو زمان و مکاں میں مٹایا اور فنا نہیں کیا جا سکتا۔ ٱلۡحَقُّ کو دوام اور ثبات ہے۔ لیکن انسان حقیقت کی تلبیس کر سکتا ہے اور دوسروں سے اسے چھپا بھی سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا

وَلَا تَلۡبِسُواْ ٱلۡحَقَّ بِٱلۡبَٰطِلِ ''اور حقیقت کو باطل کے ساتھ ''لبس'' نہ کرو۔

وَتَكۡتُمُواْ ٱلۡحَقَّ وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝ اور جانتے بوجھتے ہوئے حقیقت کو نہ چھپاؤ'' (البقرۃ۔۴۲)

يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لِمَ تَلۡبِسُونَ ٱلۡحَقَّ بِٱلۡبَٰطِلِ وَتَكۡتُمُونَ ٱلۡحَقَّ وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ۝٧١

''اے اہلِ کتاب!'' تم کیوں جان بوجھ کر حقیقت کی باطل سے تلبیس اور کیوں دانستہ حقیقت کو چھپاتے ہو؟'' (آلِ عمران۔۷۱)

تَلۡبِسُواْ ، تَلۡبِسُونَ کا مادہ ''ل ب س'' ہے اور اس کے اصلی معنی چھپانے کے ہیں۔ لباس جسم کو ڈھانپتا اور چھپاتا ہے۔ اور انہی معنوں سے خلط ملط کر دینے (confusion) اور مشتبہ بنا دینے کا مفہوم بن گیا۔ ''لبس'' لوگوں کے ذہن میں الجھاؤ (confusion) پیدا کرتا ہے۔

ٱلۡحَقُّ کی باطل سے تلبیس کرنے کے مفہوم کو جاننے کیلئے اللہ رب العزت کے فرمان کو سورۃ الرعد کی آیت ۱۷ کے درمیان میں پڑھتے ہیں، ارشاد فرمایا

كَذَٰلِكَ يَضۡرِبُ ٱللَّهُ ٱلۡحَقَّ وَٱلۡبَٰطِلَۚ ''اللہ اس طرح الحق اور باطل کی مثال دیتا ہے''۔

اور آیت مبارکہ کی ابتدا میں مثال یوں بیان فرمائی أَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ ''اس نے آسمان سے پانی اتارا،

فَسَالَتۡ أَوۡدِيَةُۢ بِقَدَرِهَا پھر اس سے نالے اپنی قدر کے مطابق بہنے لگے

فَٱحۡتَمَلَ ٱلسَّيۡلُ زَبَدٗا رَّابِيٗاۖ پھر سیلاب کے بہاؤ نے پھولے ہوئے کثیر جھاگ کو اٹھالیا۔

وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِى ٱلنَّارِ ٱبْتِغَآءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَـٰعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُۥ ۚ

اور جن چیزوں کو وہ زیور یا کوئی سامان حاصل کرنے کیلئے آگ میں تپاتے ہیں اُن میں بھی ویسا ہی جھاگ اوپر آتا ہے۔

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ ٱللَّهُ ٱلْحَقَّ وَٱلْبَـٰطِلَ ۚ اللہ اس طرح الحق اور باطل کی مثال دیتا ہے

فَأَمَّا ٱلزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۖ پھر جو جھاگ (باطل) ہے وہ میل کچیل بن کر مٹ جاتا ہے

وَأَمَّا مَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ فَيَمْكُثُ فِى ٱلْأَرْضِ ۚ اور جو چیز لوگوں کو نفع دیتی ہے (الحق) وہ زمین، تہہ میں ٹھہر جاتی ہے۔

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ ٱللَّهُ ٱلْأَمْثَالَ ۝ اس طرح اللہ مثالیں بیان کرتا ہے" (الرعد۔۱۷)۔

اللہ رب العزت کی دی ہوئی مثال سے ٱلْحَقُّ کی باطل سے تلبیس کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ حقیقت کی پردہ پوشی کرنے کیلئے اس پر خلاف حقیقت، ملمع کی ہوئی باتوں کہ تہہ چڑھا دینا۔ حقیقت کی پردہ پوشی کرنے کیلئے جھوٹ، گمان، ظن، تخیل پر مبنی کہانیوں، داستانوں، روایتوں سے جھاگ پیدا کرنے کے عمل کو ٱلْحَقُّ کی تلبیس کرنا کہیں گے۔

قرآنِ مجید کے متعلق اور اس کے حوالے سے نہ جانے کتنے لوگوں نے جھوٹ، گمان، ظن اور خیال سے ان گنت کہانیاں، روایتیں اور داستانیں تراشی ہیں۔ اور بعض نے نادانستہ بھی قرآنِ مجید کی بعض آیات کے الفاظ کے واضح معنی سے ہٹ کر ایسی ایسی خیال آرائی کی ہے جس سے ان کی اُس بات کے متعلق لاعلمی اور کم علمی کا واضح ثبوت مل جاتا ہے۔ دکھ اس بات کا ہے کہ انہوں نے اپنی لاعلمی اور کم علمی پر پردہ ڈالنے کیلئے جو خیال آرائی کی اسے وزن دینے کیلئے ایک مکتبہ فکر نے امام ابوحنیفہؒ سے منسوب کر دیا تو دوسرے مکتبہ فکر کے مفسر نے امام جعفر صادقؒ سے منسوب کرنے میں عار محسوس نہیں کی۔ انہوں نے رب العزت کے فرمان اور آقائے نامدار ﷺ سے کہلوائی گئی اس بات پر شاید دھیان نہیں دیا

قُلْ جَآءَ ٱلْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ ٱلْبَـٰطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾

"آپ (ﷺ) فرما دیں "بیان حقیقت آ گیا ہے، اور باطل کسی کی ابتدا نہیں کرتا اور نہ منطقی انجام تک پہنچاتا ہے" (سورۃ سباء۔۴۹)۔

لیکن ضد، ہٹ دھرمی اور مفادات کے تحفظ کی خاطر زمان و مکان میں ہمیشہ مقتدر، صاحب الرائے اور صاحب علم سمجھے جانے والے لوگوں نے عوام الناس کی اکثریت کو اپنے دام فریب میں پھنسائے اور مطیع رکھنے کیلئے حقیقت کے متعلق الجھاؤ اور التباس پیدا کرنے کیلئے تخیل اور ظن سے تراشی ہوئی باتوں یعنی باطل کے ذریعے بحث مباحثے، تکرار کو اپنائے رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا

وَمَا نُرۡسِلُ ٱلۡمُرۡسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَۚ

''اور ہم نے رسولوں کو نہیں بھیجا سوائے مُبَشِّرِیۡنَ وَ مُنۡذِرِیۡنَ کے طور پر

وَيُجَٰدِلُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِٱلۡبَٰطِلِ لِيُدۡحِضُواْ بِهِ ٱلۡحَقَّۖ

مگر انکار کرنے والے محض تخیل اور ظن (باطل) کی مدد سے الجھتے ربحث مباحثہ کرتے ہیں

تا کہ (نازل کردہ) حقیقت کے متعلق الجھاؤ پیدا کردیں۔

وَٱتَّخَذُوٓاْ ءَايَٰتِي وَمَآ أُنذِرُواْ هُزُوٗا٥ اور انہوں نے میری آیتوں اور خبر دار رمتنبہ کئے جانے کو ہنسی مذاق بنا رکھا ہے '' (الکہف۔۵۶)

مَا يُجَٰدِلُ فِيٓ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَا يَغۡرُرۡكَ تَقَلُّبُهُمۡ فِي ٱلۡبِلَٰدِ ۝٤

''اللہ کی آیتوں میں جھگڑا ربحث مباحثہ کوئی نہیں کرتا

بجز انکار کرنے والوں کے، مگر ایسے لوگوں کا شہروں میں چلنا پھرنا (لوگوں میں اثر ورسوخ، مشہوری) تجھے دھوکے میں نہ ڈالے '' (غافر۔۴)

وَجَٰدَلُواْ بِٱلۡبَٰطِلِ لِيُدۡحِضُواْ بِهِ ٱلۡحَقَّ فَأَخَذۡتُهُمۡۖ

''اور وہ (ماضی میں بسنے والی قوموں کے اہل ثروت) محض تخیل اور ظن (باطل) کی مدد سے الجھتے ربحث وتکرار کرتے رہے

تا کہ (نازل کردہ) حقیقت کے متعلق الجھاؤ پیدا کردیں۔ پھر میں نے انہیں پکڑ لیا،

فَكَيۡفَ كَانَ عِقَابِ٥ پھر میری دی ہوئی سزا کیسی رہی! '' (حوالہ غافر۔۵)

قرآنِ مجید کی آیات مبارکہ کے متعلق گمان، ظن، قیاس، تخیل اور تصور سے تراشی گئی کہانیوں اور روایتوں کی حیثیت زمان میں بار بار دہرائے جانے کے باوجود پانی پر ابھر آنے والے جھاگ سے زیادہ نہیں کہ آخر میل کچیل کی طرح انہیں مٹ جانا ہے۔ قرآنِ مجید کا ہر لفظ حقیقت ہے اور غالب رہے گا وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٞ٥ ''اور بیشک یہ تو ایک غالب کتاب ہے۔ (حوالہ فصلت۔۴۱)

لَّا يَأۡتِيهِ ٱلۡبَٰطِلُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهِۦۖ تَنزِيلٞ مِّنۡ حَكِيمٍ حَمِيدٖ ۝٤٢

اس میں باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔

ایک حکمت والے اور صاحب تعریف کی جانب سے اتاری ہوئی ہے '' (فصلت۔۴۲)۔

وَيَمۡحُ ٱللَّهُ ٱلۡبَٰطِلَ وَيُحِقُّ ٱلۡحَقَّ بِكَلِمَٰتِهِۦٓۚ إِنَّهُۥ عَلِيمُۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ٥ (حوالہ الشوریٰ۔۲۴)

''اور اللہ تخیل رظن راختراع رجھوٹ کو مٹاتا ہے اور اپنے کلمات سے حقیقت کو حقیقت ثابت کرتا ہے۔ بیشک وہ سینوں کے بھید جانتا ہے''

قرآنِ مجید کے متعلق من گھڑت روایتیں اور جھوٹ اور گمان پر مبنی خیال آرائیاں اپنی موت آپ مرجائیں گی۔ باطل صرف مٹنے کیلئے ہے۔

قرآنِ مجید "اَلۡحَقُّ" ہے اور لَّا يَأۡتِيهِ ٱلۡبَٰطِلُ مِنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهِۦۖ "اس میں باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے"۔ "باطل" کا مادہ "ب ط ل" ہے اور قرآنِ مجید میں "حق" کے متضاد کے طور پر آیا ہے (حوالہ البقرۃ۔۴۲، آلِ عمران۔۷۱، الانفال۔۸، الرعد۔۱۷، الاسراء۔۸۱، الکہف۔۵۶، الانبیاء۔۱۸، الحج۔۶۲، لقمان۔۳۰، سباء۔۴۹، غافر۔۵، الشوریٰ۔۲۴، محمد ﷺ۔۳)۔ "حق" مقصدیت کا حامل اور نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ باطل مقصد اور نتیجہ خیزی سے عاری ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز، تصور، نظریہ، روایت، حدیث، بات جو محض تخیل کا شاخسانہ ہے "باطل" ہے اور "حق" کی ضد ہے کہ وہ حقیقت ہے جو اس طرح موجود، واقع اور ثابت ہوتا ہے کہ اس کے واقع اور ثابت ہونے سے انکار نہ کیا جاسکے۔ "حق" کا وجود (Concrete Form) ٹھوس اور محسوس شکل میں ثبات کا حامل ہو کر سامنے آجاتا ہے اور "باطل" کے معنی ابن فارس نے کسی چیز کا جاتے رہنا اور کم ٹھہرنا بتائے ہیں۔ "باطل" یہ ہے فَأَمَّا ٱلزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءًۖ "پھر جو جھاگ ہے وہ میل کچیل بن کر مٹ جاتا ہے" اور "حق" یہ ہے وَأَمَّا مَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِي ٱلۡأَرۡضِۚ "اور جو چیز لوگوں کو نفع دیتی ہے وہ زمین، تہہ میں ٹھہر جاتی ہے"۔

"تفکر" کی منزل "حق" ہے اور "تخیل" کی منزل کوئی نہیں کہ یہ باطل میں سرگرداں رہتا ہے۔ تفکر عقل کو باطل جذبات و خواہشات کی آمیزش سے پاک کرتا ہے۔ تفکر عقل کو جذبات وخواہشات کی دنیا پر حکمران بنا دیتا ہے۔ تفکر انسان کو اس کے اصل مقام پر پہنچا دیتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے متعلق پکار اٹھتے ہیں

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هَٰذَا بَٰطِلٗا "ہمارے رب! تو نے اسے بلا مقصد نہیں بنایا" (حوالہ آلِ عمران۔۱۹۱)۔

زمان میں ایسے اہل ثروت مقتدر لوگ جو قیود و بندش سے آزاد من مانے انداز میں زندگی بسر کرنا اور معاشرے کو اپنی ہی ڈگر کے زیر نگیں رکھنا چاہتے تھے انہوں نے اور اُن کے پروردہ ہم خیال "مفکرین" نے ہر دور میں "کتاب" میں بیان کردہ "حق" کی تلبیس کرنے کیلئے اپنے تخیل سے باطل اختراع کیا اور اس قدر پبلسٹی (publicity) کی، دہرایا، اجاگر کیا کہ لوگوں کے خیال، یاداشت میں رچ بس جائے۔ اس سے قطع نظر کہ "جھاگ" ابھر کر نگاہوں اور یاداشت میں اپنی جگہ بنالیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد اس کا مٹ جانا بھی لازم ہے کہ اس کی حقیقت اور وزن کچھ بھی نہیں۔ آقائے نامدار ﷺ سے قرآنِ مجید کے نزول پر فرمایا

وَقُلۡ جَآءَ ٱلۡحَقُّ وَزَهَقَ ٱلۡبَٰطِلُۚ إِنَّ ٱلۡبَٰطِلَ كَانَ زَهُوقٗا ﴿٨١﴾

"اور آپ (ﷺ) کہیں "بیانِ حقیقت (قرآنِ مجید) آگیا اور باطل مٹ گیا۔ بیشک باطل مٹنے والی شئے ہے" (الاسراء۔۸۱)

باطل ناپائیدار ہے۔ ارشاد فرمایا

بَلۡ نَقۡذِفُ بِٱلۡحَقِّ عَلَى ٱلۡبَٰطِلِ فَيَدۡمَغُهُۥ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌۚ

''نہیں! بلکہ ہم سچ رحقیقت کو جھوٹ پر کھینچ مارتے ہیں پھر وہ اس کا (بھیجا، دماغ) نکال دیتا ہے اور پھر وہ یکا یک نابود ہو جاتا ہے

وَلَكُمُ ٱلۡوَيۡلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝

مگر تم لوگوں پر افسوس ہے اس کے سبب جو تم اپنے تخیل سے باتیں بیان کرتے ہو'' (الانبیاء۔۱۸)۔

تَـصِفُوْنَ کا مادہ ''و ص ف'' ہے اور اس کے معنی کسی چیز کا حلیہ اور کیفیت بیان کرنا ہیں۔قرآنِ مجید میں تخیل سے اختراع کی ہوئی اُن باتوں کیلیئے استعمال ہوا ہے جو محض زبان سے (عقل وفکر سے نہیں) لوگ بیان کر دیتے ہیں۔وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ'' اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں'' (حوالہ النحل۔۶۲) وَلَا تَـقُوْلُوْا لِمَاتَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ'' اور مت کہو وہ جھوٹ جو تمہاری زبانیں کہہ دیتی ہیں'' (حوالہ النحل۔۱۱۶)۔

حقیقت علم ہے۔اور جو علم نہیں وہ گمان رظن ہے۔اور گمان کی حقیقت کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ارشاد فرمایا

وَمَا يَتَّبِعُ أَكۡثَرُهُمۡ إِلَّا ظَنًّاۚ إِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغۡنِي مِنَ ٱلۡحَقِّ شَيۡـًٔاۚ

''مگر ان میں سے اکثر محض وہم وگمان کے پیچھے چلتے ہیں۔بیشک حقیقت (سچائی،علم) کے مقابلے میں وہم وگمان (ظن،تصور،قیاس،تخیل) کچھ کام نہیں آتا'' (حوالہ یونس۔۳۶)

وَمَا لَهُم بِهِۦ مِنۡ عِلۡمٍۖ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّۖ وَإِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغۡنِي مِنَ ٱلۡحَقِّ شَيۡـًٔا ۝٢٨

'اور ان کیلیئے اس بات کی تائید کیلیئے کوئی علم نہیں۔وہ محض وہم وگمان کے پیچھے چلتے ہیں۔اور وہم وگمان حقیقت کے مقابلے کچھ کام نہیں آتا

فَأَعۡرِضۡ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكۡرِنَا وَلَمۡ يُرِدۡ إِلَّا ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا ۝٢٩

اس لئے اس شخص سے کنارہ کرلیں جس نے ہمارے (نازل کئے) ذکر (قرآنِ مجید) سے منہ موڑ لیا ہے اور وہ (گمان کی اتباع کرنے والا) دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہیں چاہتا'' (النجم۔۲۸۔۲۹)

گمان رظن کی پیروی روایت پرستی اور جذباتیت (emotionalism) اور آباؤاجداد کی سنی سنائی باتوں سے چمٹے رہنا ہے۔فرمایا:

وَطَآئِفَةٌ قَدۡ أَهَمَّتۡهُمۡ أَنفُسُهُمۡ يَظُنُّونَ بِٱللَّهِ غَيۡرَ ٱلۡحَقِّ ظَنَّ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِۖ (حوالہ آل عمران۔۱۵۴)

''مگر ایک گروہ نے اپنے آپ کو فکر لگا لیا۔وہ اللہ کی بابت گمان کرنے لگے حقیقت کے غیر رمنافی (زمانہ) جاهلیت کے گمان''

قرآنِ مجید'' اَلْحَقُّ '' ہے۔آقائے نامدار ﷺ کے اسم مبارک سے منسوب سورۃ محمد ﷺ کی آیت ۲ میں فرمایا:

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَءَامَنُواْ بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَهُوَ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّـَٔاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿٢﴾

"اور جولوگ ایمان لائے اور صالح اعمال کئے اور اُس (قرآنِ مجید) پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل فرمایا گیا ہے اور وہ بیانِ حقیقت ہے ان لوگوں کے رب کی جانب سے۔ اللہ نے ان کی برائیاں دور کر دی ہیں اور ان کی حالت سنوار دی ہے"

یہ ایمان لانا، صالح اعمال کرنا، برائیوں کا دور ہو جانا اور حالت کا سنور جانا کیسے ممکن ہوا؟ واضح فرمایا:

ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ٱتَّبَعُواْ ٱلْبَٰطِلَ وَأَنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّبَعُواْ ٱلْحَقَّ مِن رَّبِّهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ ٱللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَٰلَهُمْ ﴿٣﴾

"یہ اس لئے کہ انکار کرنے والوں نے باطل (تخیل، گمان) کی اتباع کی اور ایمان والوں نے اپنے رب کی طرف سے نازل کردہ بیانِ حقیقت (قرآنِ مجید) کی اتباع کی۔ اللہ تعالیٰ اس طرح انسانوں کیلئے ان ہی کی مثالیں بیان فرماتا ہے" (سورۃ محمد ﷺ۔۳)

قرآنِ مجید "ٱلْحَقُّ" ہے لَّا يَأْتِيهِ ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ "اس میں باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے"۔ قرآنِ مجید کتاب ہے۔ کتاب علم وحقیقت پر مبنی باتوں کو بیان کرتی ہے۔ اور جب یہ کہا جائے کہ کسی کتاب میں باطل نہ اس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کتاب کے نزول سے قبل اور بعد کے زمان میں اختراع کی ہوئی مشہور باتیں کتاب کی بیان کردہ باتوں پر اثر انداز اور غالب نہیں ہوسکتیں۔ غلبہ اسی کتاب کا رہے گا جو بیانِ حقیقت اور کسوٹی ہے۔ وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ ۝ "اور بیشک یہ تو ایک غالب کتاب ہے" (حوالہ فصلت۔۴۱)۔ اور تخیل/گمان/ظن سے اختراع کی ہوئی حدیثیں بمعنی باتیں چونکہ باطل ہیں اس لئے انہیں ثبات نہیں، انہیں آخر جھاگ کی مانند مٹنا ہے۔ بیانِ حقیقت کو ثبات ہے۔ فرمایا وَهَٰذَا كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ مُبَارَكٌ "اور یہ کتاب ہے، ہم نے اسے نازل کیا ہے، اسے ثبات اور دوام ہے۔ مُّصَدِّقُ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس کے سامنے ہے" (حوالہ الانعام۔۹۲)

قرآنِ مجید کے متعلق ان الفاظ مُّصَدِّقُ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ کے معنی اور مفہوم کھل کر یوں واضح اور متعین کر دیئے ہیں وَلَٰكِن تَصْدِيقَ ٱلَّذِى بَيْنَ يَدَيْهِ "بلکہ یہ اس کی تصدیق ہے جو اس کے سامنے ہے" (حوالہ یونس۔۱۰، یوسف ۱۱۱)

"قرآنِ مجید کے سامنے" کے معنی اور مفہوم مِن قَبْلُ ہیں جو توریت اور انجیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا

نَزَّلَ عَلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ

''اس (زندہ، قائم ودائم) نے آپ (ﷺ) پر کتاب کو نازل کیا ہے بِٱلْحَقِّ دوٹوک، حقیقت کے ساتھ''

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یہ اس کی تصدیق کرتا ہے جو اس کے سامنے ہے۔

وَأَنزَلَ ٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ۝ مِن قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ

اور اس کتاب سے قبل (زمانے کے) لوگوں کی (ہدایت اور) راہنمائی کیلئے توریت اور انجیل نازل فرمائی تھیں'' (حوالہ آلِ عمران ۳۔۴)

زمان میں نازل کردہ باتوں میں اور ان کے حوالے سے لوگ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تخیل، ظن، گمان سے اختراع کی ہوئی باتوں کا اضافہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ بیانِ حقیقت میں صرف اس بات کی تصدیق کی جاتی ہے جو اس سے قبل کے زمانہ کی کتاب میں واقعتاً نازل کی گئی تھی۔ تورات زمانے میں انجیل سے قبل نازل ہوئی تھی۔ لیکن عرصے بعد جو کچھ تورات کے حوالے سے زبان زدِ عام تھا وہ سب کچھ تورات میں نازل کردہ نہیں تھا۔ اس لئے انجیل مبارک نے صرف اس کی تصدیق فرمائی جو اس سے قبل تورات میں درحقیقت نازل کیا گیا تھا جس سے اس کے علاوہ تخیل اور ظن سے اختراع کی ہوئی زبان زدِ عام ہر بات کی نفی ہو گئی۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ

(عیسیٰ علیہ السلام نے کہا) 'اور میں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو توریت میں سے میرے سامنے ہے' (حوالہ آلِ عمران ۵۰، الصف ۶)

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ

(اور ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا کی جو) ''اس کی تصدیق کرتی ہے جو تورات میں سے اس کے سامنے ہے'' (حوالہ المائدہ۔۴۶)

''قَبْلُ'' کا مادہ 'ق ب ل' ہے۔ ابن فارس نے کہا کہ اس مادہ کے بنیادی معنی کسی چیز کا دوسری چیز کے آمنے سامنے ہونا ہیں۔

کھلم کھلا، روبرو عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَـٰبِلِينَ ''تختوں پر آمنے سامنے (متقابل بیٹھے) ہوں گے'' (حوالہ الحجر۔۴۷، الصافات۔۴۴)

مُّتَّكِـِٔينَ عَلَيْهَا مُتَقَـٰبِلِينَ ۝١٦ (جڑاؤ تختوں پر ''ایک دوسرے کے متقابل تکیے لگائے ہوں گے'' (الواقعۃ۔۱۵۔۱۶)۔

ایک دوسرے سے سوال جواب کرنے کیلئے بھی آمنے سامنے ہونا پڑتا ہے

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَآءَلُونَ ۝٢٧ ''اور بعض ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو کر سوال جواب کر رہے ہیں'' (من وعن ایک جیسی الصافات۔۲۷ اور الطور۔۲۵)۔

آمنے سامنے ہی کے معنی اور مفہوم میں قُبُلٍ 'سامنے' کے متضاد دُبُرٍ 'پیٹھ، پیچھے' سورۃ یوسف کی آیت ۲۶ میں آیا ہے۔ قَبْلُ زمانے کے

حوالے سے بَعْدُ کی ضد ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ "مادہ "ق ب ل" کے بنیادی معنی کے تحت نہیں آتا۔ لہٰذا وہ خلاف قیاس ہے اگرچہ یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ جو چیز پہلے واقع ہوتی ہے وہ زمانے کے سامنے آرہی ہوتی ہے۔ لیکن یہ توجیہہ قرین قیاس نظر نہیں آتی" (ابن فارس)۔

عربی زبان کے مادہ سے بنے ہوئے لفظوں میں مادہ کے بنیادی معنوں کا غلبہ رہتا ہے۔ مادہ "ق ب ل" کے بنیادی معنی آمنے سامنے، روبرو ہونا ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ متقابلین ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ دُبُـرٍ متقابل نہیں ہوتی۔ جب یہ زمانے کے حوالے سے استعمال ہوتا ہے تو بیتا ہوا کل، زمانہ انسان کے روبرو ہوتا ہے جب کہ بَـعْـدُ یعنی آنے والا کل، زمانہ پنہاں اور نظروں سے اوجھل ہے۔ مادہ "ب ع د" کے معنی دوری ہے اور قُرب کی ضد ہے۔ قریب بمقابلہ بعید (حوالہ الانبیاء۔۱۰۴)۔ قرب بصارتوں کے احاطہ میں ہونے کا اظہار ہے اور دوری، بعید شئے کو نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔ بیتے ہوئے کل کی تصدیق کی جاتی ہے اور آنے والے کل کے متعلق خبردار کیا جاتا ہے اور خوشخبری دی جاتی ہے۔ بیتا ہوا کل سامنے، روبرو ہوتا ہے جس کی تصدیق کی جاتی ہے جو اسے مستند بنا دیتی ہے۔ آقائے نامدار ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے ذمہ اپنے سے قبل موت پا جانے والے رسول عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر سب سے اول رسول اور کتاب کی تصدیق کرنا ہے۔ اللہ رب العزت نے دنیا کو بتایا کہ انہوں نے یہ فریضہ انجام دیا ہے

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾

"نہیں! حقیقت یہ ہے کہ وہ الحق (قرآنِ مجید) کے ساتھ آئے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی ہے" (سورۃ الصافات۔۳۷)

دنیا میں بیانِ حقیقت کے موجود ہونے کے باوجود دنیاوی مفاد کی چاہت رکھنے والے "صاحب الرائے اور اہل علم" اپنے تخیل اور ظن سے بہت کچھ زبان زد عام کر دیتے ہیں۔ آقائے نامدار ﷺ نے بیانِ حقیقت اور تخیل و ظن کے مابین تفریق کرنے کا اصول بتایا:

ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝

"میرے پاس اس (قرآنِ مجید) سے قبل کی کتاب لاؤ یا علم کا کوئی نشان لاؤ اگر تم سچے ہو" (حوالہ الاحقاف۔۴)

اللہ تعالیٰ اور آقائے نامدار ﷺ کے فرمان کے مطابق کسی بھی بات کی حقیقت کو جانچنے کے پیمانے صرف دو ہیں: نازل کردہ کتاب میں وہ بات درج ہو یا آثار علم سے وہ بات ثابت ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اُس بات کی حیثیت سوائے تخیل، گمان، ظن کے کچھ نہیں جو کسی بھی منطقی نتیجے پر پہنچانے کی صلاحیت سے عاری اور سچائی کے درجے پر فائز نہیں۔ ایسی باتوں کی پیروی انسان کو کسی نتیجہ خیز انجام تک نہیں پہنچائے گی۔ بیانِ حقیقت کی پیروی نتیجہ خیز ثابت ہوگی۔ ارشاد فرمایا

وَإِذَا سَمِعُوا۟ مَآ أُنزِلَ إِلَى ٱلرَّسُولِ تَرَىٰٓ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ ٱلدَّمْعِ مِمَّا
عَرَفُوا۟ مِنَ ٱلْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱكْتُبْنَا مَعَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿٨٣﴾

''اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے تو آپ (ﷺ) دیکھتے ہیں کہ ان کی انکھیں آنسوؤں سے ابل رہی ہیں
اس لئے کہ انہوں نے بیان حقیقت کو پہچان لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں '' ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں سو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔

وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ ٱلْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا
رَبُّنَا مَعَ ٱلْقَوْمِ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٨٤﴾

اور ہمارے لئے کیا ہے کہ ہم اللہ اور اس بیان حقیقت پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس پہنچا ہے
جب ہم یہ طمع بھی کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں کے ساتھ شامل کرے '' (المائدہ۔۸۳۔۸۴)

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِٱلْحَقِّ وَبِهِۦ يَعْدِلُونَ ﴿١٨١﴾ وَٱلَّذِينَ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا
سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٢﴾ وَأُمْلِى لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِى مَتِينٌ ﴿١٨٣﴾

''اور ہماری مخلوق میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو بیانِ حقیقت (قرآنِ مجید) کے مطابق راہنمائی کرتا ہے اور اسی کے مطابق عدل کرتا ہے
اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں انہیں ہم درجہ بدرجہ اس طرف لے جائیں گے کہ انہیں معلوم ہی نہ ہوگا۔
مگر میں انہیں مہلت دے رہا ہوں بیشک میرا داؤ پکا ہے '' (الاعراف۔۱۸۱۔۱۸۳)

إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ
ءَايَٰتُهُۥ زَادَتْهُمْ إِيمَٰنًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٢﴾

''یقیناً مومن درحقیقت وہ لوگ ہیں جن کے دل جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے ڈر جاتے ہیں
اور جب انہیں اس کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

ٱلَّذِينَ يُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣﴾

وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ یہ ہیں وہ لوگ جو حقیقت میں مومن ہیں

لَّهُمْ دَرَجَٰتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ان کے رب کی جانب سے ان کے درجے ہیں اور بخشش اور رزق کریم ہے ''

(حوالہ الانفال۔۲۔۴)

قُلْ نَزَّلَهُۥ رُوحُ ٱلْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ

''آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ اسے روح القدس نے آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا ہے بِٱلْحَقِّ دوٹوک، حقیقت کے ساتھ

لِيُثَبِّتَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

تا کہ ایمان لانے والوں کو جما کر رکھے، اور مسلمین کیلئے رہنما اور خوشخبری ہے'' (النحل۔۱۰۲)

لِيُثَبِّتَ کا مادہ ''ث ب ت'' ہے اور اس کے معنی ثابت رہنا، ایک حالت پر جمے رہنا ہیں۔ ابن فارس نے کہا ہے کہ اس کے معنی دوام شئے کے ہوتے ہیں۔ يَمْحُوا۟ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ''اللہ جسے ختم، زائل کرنا چاہتا ہے اسے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے ثبات، دوام دیتا ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۹)۔

اہل ایمان کے عروج، دوام اور استحکام کا انحصار صرف ایک بات پر ہے کہ وہ صرف بیانِ حقیقت کو تسلیم کریں اور اس سے ماوراء تخیل رگمان رظن اور خواہشات کے زیر اثر اختراع کی ہوئی باتوں سے اجتناب کریں چاہے انہیں کتنے ہی معتبر نام سے منسوب کر کے بیان کیا جائے۔ انسان اپنی ابتدا سے زمان کی گزرگاہ میں اصلاح کی حالت سے بگاڑ اور فساد کی جانب آیا ہے۔ اس لئے زمان میں اگر انسان نے خسارے سے بچنا ہے تو یہ ذہن نشین کرلے

وَٱلْعَصْرِ ۝١ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لَفِى خُسْرٍ ۝٢

''قسم ہے زمانے کی! یقیناً انسان خسارے میں ہے

إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ

سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کئے

وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلْحَقِّ وَتَوَاصَوْا۟ بِٱلصَّبْرِ ۝

اور بیانِ حقیقت سے ایک دوسرے کو تاکید کی، اور صبر کی تاکید کی'' (العصر۔۱۔۳)